تبصرے

عبداللہ طارق دہلوی

تذکرہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ۔ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی
ریڈر شعبہ عربی دلی یونیورسٹی، سائز خورد ۳۰ ۔ ۲۰ x ۱۶) ضخامت ۱۲۰ صفحات، کتا
و طباعت عمدہ قیمت مجلد ۵ روپے، پتہ خواجہ حسن نظامی میموریل سوسائٹی بستی حضرت
نظام الدین نئی دہلی ۔

(ڈاکٹر نثار احمد فاروقی صاحب علمی و ادبی حلقوں میں بلکہ تصوف کے دکتابی حلق
میں بھی خوب جانے پہچانے جاتے ہیں۔ سلاست و متانت اور معقولیت پسندی ان
تحریر کے خصوصی اوصاف ہیں، بالخصوص تذکرہ اہل تصوف کے میدان میں جہاں ا
اچھے اہل کمال یا تو معتقدین کے رنگ میں عقیدت اور دل سے مغلوب ہو کر صرف منقبت
نگاری اور محض کشف و کرامات کے تذکروں تک محدود ہو جاتے ہیں، یا اخیر دور
متجددین اور آزاد فکر اہل قلم کی طرح صرف دماغ اور ظاہر بینی سے کام لے کر فقط ان
بشری کمزوریوں اور بے احتیاطیوں کو اجاگر کرنے لگتے ہیں، ایسے نازک اور پرخطر
میں موصوف کا قلم عقیدت و بصیرت اور دل و دماغ کی ہم آہنگی سے بڑا توازن
پیدا کر کے موضوع کا صحیح حق ادا کرنے کا فن جانتے ہیں، البتہ گوارا حد تک کہیں کہیں
عقیدت مندی جھلکتی ہے۔ زیر نظر تذکرہ دراصل ایک مقالہ ہے، جو حضرت نظام الدین
اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر پڑھا گیا تھا۔ یہ مقالہ پانچ عنوانات پر
ہے (۱) حلیۂ مبارک اور لباس (۲) خانقاہ کا نقشہ اور نظام (۳) آپ کے معمولات

(۴) آخری زمانہ اور وفات (۵) حضرت اپنے معاشرے میں ۔

تذکرہ نگار چونکہ نسلی طور پر خاندان مشائخ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ پھر ایک شیخ طریقت سے ارادت کا تعلق بھی رکھتے ہیں ، ان دو چیزوں نے تصوف سے ہمدردی و محبت اور ان کے علم اور سلامت فکر نے انہیں معقولیت پسندی کا جذبہ پیدا کیا ہے ۔ تذکرے میں جو جابجا حضرت کے ملفوظات اور نکات یا احادیث کے مفاہیم بیان کئے گئے ہیں ، بڑے موثر سبق آموز اور دلچسپ ہیں ، کتاب کے اخیر میں اشخاص، مقامات اور کتابوں کا انڈکس بھی ہے ، جس سے کتاب کی افادیت میں بہت اضافہ ہوگیا ہے ۔

کتاب میں بعض چیزیں توجہ طلب ہیں ، آئندہ ایڈیشن میں خیال رکھا جائے تو مناسب ہوگا ، جہاں جہاں احادیث آئی ہیں ان کا حوالہ ضرور ہونا چاہئے ، صفحہ ۳ پر "من زار حییًا" یہ حدیث نہیں مشائخ کا مقولہ ہے ۔ صفحہ ۱ پر حدیث حبّب الیّ ، کو میں لفظ ثلاث نہیں ہونا چاہئے ، اور اس حدیث کی تشریح بھی جو حضرت کی طرف منسوب کی گئی ہے ، محل تامل ہے ، صفحہ ۲۳ پر کیلو کھیڑی کے بارے میں لفظ "آباد تھا" سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہ گاؤں اب نہیں ہے ۔ حالانکہ یہ اب بھی آشرم کے قریب رنگ روڈ پر اسی قدیم جگہ آباد ہے آج کل عام لوگ اسے تلوکھیڑی کہتے ہیں ،

حضرت کی خانقاہ کی عمارات کی خاصی تفصیل آگئی ہے اس میں جماعت خانے کا ذکر بھی آیا ہے ۔ جہاں اکثر جماعت ہوتی تھی مرتب تذکرہ نے صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے کہ "پھر بھی میرا گمان یہ ہے کہ کوئی مسجد بھی خانقاہ سے متصل ضرور رہی ہوگی" یہ قیاس اس لئے بعید معلوم ہوتا ہے اگر متصل کوئی مسجد ہوتی تو جماعت خانہ بنانے اور اس میں نماز با جماعت ادا کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی ۔

صفحہ ۳۹ پر آخری سطر میں ایک مولوی صاحب کا قصہ نقل ہوا ہے ۔ اس دور کے کسی مولوی صاحب سے ایسی بات بعید معلوم ہوتی ہے ۔ یہ دور تو وہ ہے کہ

مولوی وہی کہلاتا تھا جو علم مولیٰ کا حامل ہوتا تھا۔ بقول مولانا عبدالسمیع صاحب رام پوری مرحوم :-

علم مولیٰ ہو جسے ہے مولوی
جیسے حضرت مولوئ معنوی ،

اس واقعہ کے اخیر میں کسی ماخذ کا حوالہ نہیں ہے۔ تاہم اگر اصل ماخذ میں اس طرح ہو تب بھی اس کو ایک صاحب کہہ کے بیان کر دینا کوئی ناروا تصرف نہیں ہے۔ چنانچہ صفحہ ۹ سطر ۱۰ میں ان ہی صاحب کے لئے جو تعبیر اختیار کی گئی ہے وہ مناسب ہے۔

ہر چند کہ کتاب میں اختصار ملحوظ ہے مگر بعض مقامات پر وضاحت نہ ہونے سے خلش باقی رہ جاتی ہے۔ جیسے صفحہ ۲۲ پر حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے کہ" معاً خیال آیا کہ سماع میں وجد کرنا تمہارے لئے جائز نہیں۔ کیونکہ تمہاری وجہ معاش مقرر ہے۔ —— یہاں یہ وضاحت ہو جانی چاہئے تھی کہ وجہ معاش مقرر ہو تو وجد کرنے میں کیا قباحت ہے۔ اور کس لئے ہے۔

صفحہ ۵۲ سطر ۱۵ میں کورنش کا لفظ وضاحت طلب ہے۔

صفحہ ۶۲ سطر ۸ دوران وضو کی دعائیں مسنون نہیں، معمول مشائخ ہیں۔

صفحہ ۹۴ سطر ۵ سے شروع ہونے والا پورا پیراگراف فکر کی متانت اور قلم کے انصاف سے بعید ہے۔ طبقۂ علماء میں علماء ظاہر سب کے سب فساد فی سبیل اللہ اور شریعت کو صرف سلطنت کی تقویت کا ذریعہ بناتے ہوں، اور سماع جیسے مسائل پر محضر بنا کر کے مشائخ کو DEMORALIZE کرنے کے علاوہ ان کا اور کوئی مقصد نہ ہو۔ یہ بات کسی ایک دو عالم کے لئے ممکن ہے ثابت ہو جائے مگر سب علماء ظاہر کو اس کے لئے کسی طرح ذمہ دار

نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ سماع کا مسئلہ ہمیشہ علماء ظاہر اور مشائخ سلوک میں نزاعی رہا ہے اگر حضرت اقدس شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے معاصر علماء ظاہر میں اختلاف رائے ہو تو اس کی وجہ کوئی سیاسی یا گروہی کیوں قرار دی جائے۔

ص۹۷ س۱ ع۱ سلام کا جواب دینا حقوق العباد میں ہے۔ حق اللہ میں نہیں۔

ان معروضات سے قطع نظر کتاب اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہے اور امید ہے کہ مختصر ہونے کے باوجود یہ کتاب مشائخ کے تذکروں میں اپنا ایک مقام، پیدا کرے گی۔ ہم ناظرین کو اس کے مطالعے کا مشورہ دیتے ہیں۔

گلِ رعنا

:- برج لال رعنا جگّی :-

اردو رباعیوں کا یہ دلکش مجموعہ ——— جس کے مطالعہ کی سفارش کرنے والوں میں حضرت جوش ملیح آبادی، حضرت فراق گورکھپوری، اور حضرت جگر مرادآبادی وغیرہ شامل ہیں۔ برج لال رعنا جگّی کے کلام میں تنوع ہے، انفرادیت ہے، وہ آہستہ آہستہ ابھرنے والی ہندوستانی تہذیب کا ایک پرتو پیش کرتے ہیں، جگر مرادآبادی مرحوم رعنا صاحب کو ایک فطری شاعر کہہ کر خطاب کرتے تھے، جگّی صاحب کے اس مجموعہ کلام کو مکتبہ برہان نے نہایت اہتمام سے، شائع کیا ہے۔

۲۳۲ صفحات، عمدہ کتابت وطباعت، قیمت ۴/-

بیان ملکیت وتفصیلات متعلقہ برہان دہلی،

فارم چہارم قاعدہ ۸

(۱) مقام اشاعت	اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶
(۲) وقفۂ اشاعت	ماہانہ
(۳) طابع کا نام	عمیدالرحمٰن عثمانی
قومیت	ہندوستانی ،
(۴) ناشر کا نام	عمیدالرحمٰن عثمانی
سکونت	۳۲۰۶ اردو بازار دہلی
(۵) ایڈیٹر کا نام	مولانا سعید احمد اکبر آبادی ایم۔اے
قومیت	ہندوستانی
سکونت	نزد بال برادری سول لائن علی گڈھ (یوپی)
(۶) ملکیت	ندوۃ المصنفین جامع مسجد دہلی ۶

میں عمیدالرحمٰن ذریعہ ہذا اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم اور یقین کے مطابق درست ہیں۔

(دستخط) طابع وناشر

عمیدالرحمٰن عثمانی